افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۲۷ء

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۲۷ء

(فرمودہ مؤرخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۲۷ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

تمام احباب اس امر سے آگاہ ہیں کہ ہمارا اس جگہ جمع ہونا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اور اس کے دین کی اشاعت کے لئے اور اس کے کلمہ کے اعلاء کے لئے اور اسکے بھیجے ہوئے اسلام کے غلبہ کے لئے ہے۔ یہ مقام نہ کوئی سیر و تفریح کا مقام ہے نہ اس جگہ جمع ہونا ہماری تمدنی یا سیاسی ضروریات کو پورا کرنے کا موجب ہوتا ہے۔ یہ جگہ ریل سے اور مرکزی مقاموں سے دور ہے خواہ وہ علمی لحاظ سے ہوں یا سیاسی لحاظ سے یا تمدنی لحاظ سے۔

غرض یہ ایک بستی ہے جو دنیوی ساز و سامان کے لحاظ سے اپنے اندر کسی قسم کی کشش نہیں رکھتی اس لئے آپ لوگ اگر جمع ہوئے ہیں تو صرف اس لئے کہ یہاں سے خدا تعالیٰ کے ایک بندہ کی آواز اُٹھی، اللہ تعالیٰ نے اسلام کے احیاء اور اس کو تقویت دینے کے لئے اپنے ایک بندہ کو کھڑا کیا۔ ایک کمزور بچہ آ کر ایک بلند مینار پر کھڑا ہو کر شہر کے قوی جوانوں اور مضبوط و طاقتور پہلوانوں کو للکارے اور کہے کہ میں سب کو پچھاڑنے کے لئے تیار ہوں تو بے شک یہ بات ہنسی کے قابل ہو گی مگر اس انسان کی بات اس سے بھی زیادہ ہنسی کے قابل ہو گی جس کے اپنے بھی دشمن ہوں اور پرائے بھی، جس کے رشتہ دار بھی اس سے علیحدہ ہو چکے ہوں اور جسے اردگرد کے گاؤں کے لوگ بھی نہ جانتے ہوں، حتیٰ کہ اس کے اپنے قصبہ کے رہنے والے لوگ بھی اس سے واقف نہ ہوں مگر وہ یہ کہے کہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا گیا ہوں اور میں لوگوں کو ہدایت دینے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ اس کی بات پر اس کے رشتہ داروں نے نفرت کی ہنسی ہنسی، اس کے گاؤں

والوں نے نفرت کا اظہار کیا، اس کے ملک والوں نے حقارت آمیز تبسم سے اسے دیکھا، اس کی طرف سے مونہہ موڑ لیا اور کہا تعجب ہے کہ اس تعلیم کے زمانہ میں بھی ایسے مجنون پیدا ہو سکتے ہیں۔ مگر اس نے کسی کی حقارت کی کوئی پرواہ نہ کی اور نہ دنیا کی عزت کو کوئی وقعت دی بلکہ اس آواز کی تعمیل میں جو آسمان سے بلند ہو رہی تھی اور جو اسے کہہ رہی تھی کہ اُٹھ کھڑا ہو ساری دنیا کے مقابلہ میں اُٹھ کھڑا ہوا۔ وہ خود اپنی اس جسارت پر حیران تھا، وہ خود اپنی کمزوری اور بے کسی کو محسوس کرتا تھا، وہ دنیا کی مخالفت اور عداوت سے آگاہ تھا، وہ کوئی مجنون نہ تھا، وہ جاہل نہ تھا، وہ ناتجربہ کار نہ تھا۔ اس کا علم، اس کا تجربہ، اس کی عقل، اس کی سمجھ اسے بتا رہی تھی کہ وہ ایک کمزور اور ناتواں ہستی ہے۔ اس میں کوئی زور اور طاقت نہیں ہے دنیا کی ساری طاقتیں اس کے خلاف ہیں لیکن وہ مجبور تھا کیونکہ اس کا سب سے پیارا آقا اور سب سے بڑا محسن اسے کہہ رہا تھا کہ اُٹھ اور دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑا ہو جا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس حالت اور اس کیفیت کا اندازہ اس نوٹ سے لگایا جا سکتا ہے جو آپ نے اپنی ایک پرائیویٹ نوٹ بک میں لکھا اور جسے میں نے نوٹ بک سے لے کر شائع کر دیا۔ وہ تحریر آپ نے دنیا کو دکھانے کے لئے نہ لکھی تھی کہ کوئی اس میں کسی قسم کا تکلّف اور بناوٹ خیال کر سکے۔ وہ ایک سرگوشی تھی اپنے رب کے ساتھ اور وہ ایک عاجزانہ پکار تھی اپنے اللہ کے حضور جو لکھنے والے کے قلم سے نکلی اور خدا تعالیٰ کے حضور پہنچی۔ آپ نے وہ تحریر نہ اس لئے لکھی تھی کہ وہ دنیا میں پہنچے اور نہ پہنچ سکتی تھی اگر میرے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ اپنی مصلحت کے ماتحت نہ ڈال دیتا اور میں اسے شائع نہ کر دیتا۔

اس تحریر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

اے خدا! مَیں تجھے کس طرح چھوڑ دوں۔ جبکہ تمام دوست و غمخوار مجھے کوئی مدد نہیں دے سکتے اس وقت تُو مجھے تسلی دیتا اور میری مدد کرتا ہے۔ (مفہوم)

غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسی حالت میں آواز اٹھائی اور اسی جگہ قادیان سے اُٹھی جو آہستہ آہستہ گونج پیدا کرتی گئی، بلند سے بلند تر ہوتی گئی حتیٰ کہ دنیا کے کناروں تک پہنچ گئی۔ یہ آواز اسی طرح گزری جس طرح ایک جنگل بیابان سے جس میں کثرت سے سرکنڈے ہوں ہوا گزرتی ہے۔ سرکنڈوں سے مل کر ہوا سے سیٹی کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ سرکنڈے اس کا مقابلہ کرتے اور اُسے گزرنے نہیں دیتے۔ اس وقت ہوا چلّاتی اور آواز پیدا کرتی

ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز دنیا میں سے گزری۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ دنیا میں سرکنڈے ہی سرکنڈے بھرے پڑے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز ایک ہلکی سی چیخ تھی جو گونج پیدا کرتی گئی۔ وہ دنیا کی نظروں میں دیوانے کی بڑ سمجھی جاتی تھی لیکن چونکہ خدا تعالیٰ کی پھونکی ہوئی روح تھی اس لئے اس نے مُردوں کو زندہ کرنا شروع کیا۔ اور جس طرح مٹی سے برتن بنائے جاتے اور جب ان پر ہاتھ مارا جاتا ہے تو ٹن کی آواز نکلتی ہے اسی طرح جب مٹی میں خدا تعالیٰ کی روح پھونکی گئی تو اس سے وہ انسان بنا جس نے ساری دنیا پر اور اس کی تمام چیزوں پر حکومت کی۔ بعینہٖ اسی طرح وہ آواز اٹھی اور دنیا میں اسی طرح گزری جس طرح سرکنڈوں میں سے ہوا گزرتی ہے لیکن چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی اس لئے سرکنڈوں نے ہی شکلیں بدلنی شروع کیں اور ان سے انسان کی شکلیں بنی شروع ہو گئیں۔ اس طرح کبھی ایک طرف انسان کی شکل بنی کبھی دوسری طرف۔ کبھی یہاں انسانی شکل بنی کبھی وہاں اور اس طرح گویا دوبارہ دنیا میں ایسے انسان پیدا ہوئے جو خدا تعالیٰ کی آواز کو دنیا میں بلند کریں۔ اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے ہم لوگ یہاں جمع ہوئے ہیں۔ ہم میں سے بہت سے تو اس لئے آئے کہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کے سپرد کام ہوا ہے اسے کریں۔ اور بہت سے اس لئے آئے کہ وہ آواز ایک طاقت رکھتی تھی اس کے متعلق معلوم کریں کہ اگر وہ ان کے آقا اور مالک کی طرف سے آئی ہے تو اسے قبول کریں اور اگر (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ) شیطان کی طرف سے آئی ہے تو اسے رد کریں۔ غرض دونوں قسم کے لوگ نیک نیتی سے یہاں جمع ہوئے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ اسے ردّ نہیں کرتا جو اخلاص سے اس کی طرف آئے بلکہ جو اس کی طرف جھکتا ہے اسے اٹھاتا ہے اور منزل مقصود پر پہنچاتا ہے۔

پس آؤ پیشتر اس کے کہ ہم کام شروع کریں خدا تعالیٰ سے عاجزانہ دعا کریں کہ اے خدا! یہ کام جو ہمارے سپرد ہوا ہے ہماری طاقتوں اور ہماری ہمتوں سے بالا ہے۔ تُو خود ہی ہماری مدد کر ہماری کوششوں میں برکت ڈال تاکہ لوگ اس آواز پر لبیک کہیں اور دین کی مدد کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔ دنیا اس وقت شرک سے معمور ہے۔ اور ہماری مثال ان بچوں کی ہے جو شیروں کے آگے ڈال دیئے گئے ہوں۔ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمیں مدد نہ ملے گی تو جس طرح بچے کو شیر چیر ڈالتے ہیں اسی طرح ہماری حالت ہو گی۔ پس ہمیں دعا کرنی چاہئے کہ اے خدا! تُو آپ ہی ہماری زبانوں، ہمارے قلوب، ہمارے افکار، ہمارے کاموں، ہمارے وقتوں، ہماری سعی، ہمارے خیالات، ہمارے احساسات، ہمارے جذبات، ہمارے دین، ہماری دنیا میں برکت دے تاکہ تیرے

نام کو بلند کرنے میں ہم کامیاب ہو سکیں۔ ہم دنیا میں ہوں یا نہ ہوں مگر محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا لایا ہوا دین دنیا میں قائم ہو جائے۔ تیرا کلام دنیا میں قائم ہو، شیطان کی حکومت جاتی رہے اور تیری ہی حکومت قائم ہو۔ (آمین)

(الفضل ۳ جنوری ۱۹۲۸ء)